© rasailojaraid.com

آج کی خبر

فوری

لٹ مار

کراچی یوں تو میرے لئے اجنبی نہیں رہا کیونکہ وہاں میرے ماموں کا گھر ہے اور میرے بچوں کے ماموں بھی وہیں رہتے ہیں اس لئے اکثر وہاں جانا آنا لگا رہتا ہے۔ اس دفعہ وفاق المدارس السلفیہ کے سالانہ امتحانات کے موقعہ پر مدیر وفاق المدارس السلفیہ مولانا محمد یونس بٹ صاحب حفظہ اللہ نے حکم فرمایا کہ امتحانات میں نگرانی کیلئے آپ کو کراچی جانا ہوگا چنانچہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی سالانہ تقریب بخاری کے پروگرام سے فارغ ہو کر جب کراچی کیلئے تیاری شروع کی تو سب سے پہلے پیسوں کا مسئلہ درپیش تھا جو کہ بڑے بڑے تین بورے تھے، کہ ان کو لیجانے کی کیا صورت ہو۔ مشاورت کے بعد طے پایا کہ ان کو بک کروا دیا جائے تاکہ راستے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ چنانچہ مدیر وفاق مولانا محمد یونس صاحب، وفاق آفس کے سیکرٹری رانا محمد یاسین کے ہمراہ نفس نفیس فیصل آباد ریلوے اسٹیشن تشریف لے گئے مگر وہاں کی تو دنیا ہی نرالی ہے۔ ہماری کوشش تھی کہ یہ بنڈل آج کی ٹرین میں بریک کیے بک کرنے جائیں مگر عملہ اس بات پر مصر تھا کہ آپ اس کو بریک میں بک کروانے کی بجائے اپنے ساتھ عام بوگی میں رکھ لیں۔ ہمارے سمجھانے اور مسئلہ کی نزاکت بتانے کے باوجود عملہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ آخر کافی تگ و دو کے بعد وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ ہم ان کو بک کر لیتے ہیں مگر آج کی ٹرین میں جانے کی کوئی ضمانت نہیں ہے کیونکہ آج تو بریک میں جگہ نہیں ہے جب جگہ ہوگی تب بھیجے جائیں گے اور اس کیلئے دو چار دن بھی لگ سکتے ہیں۔

ابھی ہم اس تردد میں تھے کہ ایک آدمی ملا جو کہ سرکاری دفتر میں آپ کو مل جاتا ہے جو تعاون کے بدلے میں ناممکن کو ممکن بناتے ہوئے آپ کا کام ریزرو کروا دے گا اور آپ کا وہ کام جو ہو ہی نہیں سکتا ان چند دنوں کے اندر بغیر فوری وقوع پذیر ہو جاتا ہے۔ اور آپ ان لوگوں کا تعاون حاصل نہ کریں یا آپ ان سے تعاون نہ کریں تو اول تو آپ کا کام ہوگا ہی نہیں اگر ہو بھی جائے تو اس وقت تک آپ اتنے نڈھال ہو چکے ہوتے کہ آئندہ آپ خود خواہش کریں گے کہ آپ کا کام کروا دے۔ چنانچہ اپنی مجبوری کی وجہ سے ہم نے بھی اس کی خدمات حاصل کیں تو ہمارے سامان کیلئے بریک میں جگہ بھی بن گئی اور سامان سواری خواہش کے مطابق وقت مقررہ پر کراچی اسٹیشن بھی پہنچ گیا۔ اب وہاں پر ان کے بھائی بندوں سے ہی واسطہ پڑا تھا چنانچہ جب سامان لینے کیلئے وہاں گیا تو معلوم ہوا کہ آپ کی پرچی (بلٹی رسید) تو آئی ہی نہیں لہٰذا آپ وسامان نہیں ملے گا۔ میں نے انہیں بلٹی کی رسید دوبارہ اپنا شناختی کارڈ پیش کیا اور انہیں بتایا کہ اس میں امتحانی پرچہ جات ہیں جن کی ہمیں اشد ضرورت ہے کیونکہ دوسرے دن امتحان شروع ہو رہا ہے آپ جیسی چاہتے ہیں ہم آپ وضمانت مہیا کر دیتے ہیں مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے تھے کہ سامان ہی نہیں رہے تھے۔ میرے بہت زیادہ اصرار پر آخر کار ملنے لگے کہ آپ کا سامان آیا ہی نہیں لہٰذا آپ دوسرے دن آئیں لیکن میں نے جب بتایا کہ میرا سامان آ گیا ہے اور یہ پڑا ہوا ہے (جو کہ ملنے ہی موجود تھا) تو اب تیسرے دن جا کر میں نے سامان وصول کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

اس دوران مولانا حاجی علی باغ صاحب، حافظ افتخار احمد شاہد صاحب، نذیر احمد صاحب وغیرہ نے ہر ممکن سہولت فراہم کی اور اس بات کا خصوصی خیال رکھا کہ کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

امتحانات سے فارغ ہو کر جب واپسی کیلئے رخت سفر باندھا تو پھر یہی معاملات سیوتا نے اور مسائل منہ کھولے کھڑے تھے جن کا میں نے پہلے ہی تذکرہ کیا ہے۔ میں فرق صرف اتنا تھا کہ فیصل آباد میں بک کروانے کیلئے تھوڑا بہت رکھ رکھاؤ تھا مگر کراچی میں تو یہ بھی مفقود تھا بلکہ عام اور لامانیت ہونے کی باتیں ہوتی ہیں اور واقعتاً میں بھی بک کروا دیتے ہیں۔ بلکہ یہاں ایک عجیب بات یہ دیکھنے میں آئی کہ سامان پر وزن کا ٹیگ لگے پیسے لگتے ہیں جب میں نے تھوڑی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ کتنے جا رہے ہیں 10/ روپے پر راضی ہوا۔ یوں تو یہ باہر سرکاری محکمے میں ہی ہے کہ رشوت اتنی عام ہو چکی ہے کہ اب لوگ اسے شاید جرم بھی نہیں سمجھتے اور خوف تو انہیں کسی کا ہے ہی نہیں ایک تو اس لئے کہ جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے وہ بھلا بندوں سے کیا ڈریں گے۔ اور دوسرا اس لئے بھی کہ یہ کوئی ایک آدمی تو ہوتا نہیں بلکہ بعد حصہ بقدر جثہ عام ہو کر اسے بالائے اعلیٰ افسران بالا تک سبھی اس گنگا میں ہاتھ دھوتے ہیں بلکہ اس حمام میں ننگے ہو کر نہاتے ہیں۔

ہم حال عالم محمد فاروق قصوری صاحب ہو کر شکایت فرماتے ہوئے اسٹیشن سے تشریف لائے تھے انہوں نے کوشش کی کہ عارضی ٹرینوں میں کام بن جائے لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے لہٰذا ہمیں ان تمام مراحل سے گزرنا پڑا جو کہ اس سے پہلے ہم فیصل آباد اسٹیشن پر طے کر چکے تھے۔ یہ اتنی ساری تفصیل مجھے اس لئے عرض کرنا پڑی کہ آج کل جناب صدر سے لیکر روٹھ خوانی قبیلے کا ہر چھوٹا بڑا فرد، ہر راگ الاپنے میں مصروف ہے کہ رشوت ختم ہو چکی ہے حالانکہ یہ حقیقت نہیں تو یہ دعوے غلط ہوتے ہیں۔ ہم ارباب اقتدار سے یہ گذارش کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ خدا کے لئے اصلاح احوال کی کوشش کیجئے کیا ریلوے کے کرائے غریبوں کا خون نچوڑنے کیلئے کافی نہ تھے کہ سوتے تو پہلے مسافروں کا شدید حق ہی نہیں۔ البتہ سارے ہر دوسرے چوتھے وہ بڑھا دیئے جاتے ہیں جو کہ لوگ اداکرنے پر مجبور ہیں پھر ٹکٹ کا حصول بھی ایک مسئلہ بنا دیا گیا ہے اور کرنی تو کسی کو بلیک مارکیٹ والوں کو ہی ہوتا ہے یہ سے بھی مشکل تر اور پریشان کن ہے کہ آپ کی رقم میں سے 50 فیصد رقم کاٹ لی جاتی ہے جو کہ سراسر ظلم اور زیادتی ہے کیونکہ کوئی بھی شریف آدمی نہ تو شوق سے کسی شریف آدمی کو ہی کرنے دیتے ہیں اور نہ ہی بندہ مجبوری کے تحت ہی کرتا ہے جبکہ اس سب کے باوجود مسافروں کو سفری سہولتیں بلکہ مہیا نہیں ہیں گاڑیوں کا لیٹ ہونا تو اب کوئی چھپنے کی بات ہی نہیں رہی۔ وہ تین گھنٹے کا ریٹ ہونا تو آیت ہی نہیں سمجھا جاتا۔

صاحبان اختیار کو ضرورت ہے کہ مسافروں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کی جائیں زیادہ کے کام کیلئے کی پابندی کروائی جائے اور اسٹیشنوں پر اور ٹرینوں میں دوران سفر لٹتے مسافروں کو کرپٹ لوگوں سے بچانے کا بندوبست کیا جائے۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو کیوں کا اختیار ہے وہ حق تو ان کا ہی ہے۔ لیکن طوطی کی نقار خانے میں کون سنتا ہے؟

شاید کوئی سنے

شیخ الحدیث مولانا رفیع الدین فردوسی کا سانحہ ارتحال انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ خبر جماعتی حلقوں میں نہایت حزن وملال کے ساتھ سنی گئی کہ جماعت کی معروف علمی شخصیت مولانا رفیع الدین فردوسی مدیر جامعہ اشاعۃ الاسلام 149۔ای بی۔ عارفوالہ بتاریخ 6 اکتوبر 2003 کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک مرنجاں مرنج شخصیت اور کتاب وسنت کے جید عالم تھے ان کی ساری زندگی تعلیم وتعلم میں گزری ان کے شاگرد اندرون وبیرون ملک دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر کرتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے آمین۔ اساتذہ، طلبہ، وانتظامیہ جامعہ سلفیہ اور ادارہ ترجمان الحدیث مرحوم کے بلندی درجات کیلئے دعا گو ہے اور پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ (ادارہ)

© rasailojaraid.com